خدا، انسان اور سائنس: حصہ سوم

انسان کا روحانی وجود اور علم الانسان (Anthropology)

انسان ایک حیوانی وجود رکھتا ہے۔ اس میں وہ تمام بنیادی جبلتیں پائی جاتی ہیں جو حیوانوں کا خاصہ ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ انسان جانوروں سے بلند تر ایک وجود اور شعور رکھتا ہے جسے مذہبی اصطلاح میں روحانی وجود کہا جاتا ہے۔

اہل مغرب علم الحیوانات سے تو کسی طور یہ ثابت نہیں کر پائے کہ کب اور کیسے یہ نرا حیوان ایک بلند تر ذہنی اور روحانی شخصیت میں تبدیل ہوا۔ لیکن وہاں اصولی طور پر یہ طے ہو چکا تھا کہ انسان کی تشریح خدا اور بائبل والے آدم علیہ السلام سے ہٹ کر ہی کرنی ہے۔ لہٰذا علم الانسان کی بنیاد رکھی گئی اور ایک پورا فلسفہ گھڑ لیا گیا۔ جس میں انسان کے ذہنی اور روحانی ارتقا کا سفر وحشی انسان سے متمدن انسان تک دکھایا گیا۔ اس سلسلے میں جس استدلال کا سہارا لیا گیا وہ تحقیق کا نہیں حماقت کا شاہکار تھا۔

اس شعبے کے ماہرین کا طریقۂ کار یہ ہے کہ یہ معاصر غیر متمدن قبائل کا مطالعہ کرتے ہیں۔ ان کی توہم پرستی اور وحشیانہ زندگی کو دیکھ کر انہیں یقین ہو جاتا ہے کہ جس گوہرِ نایاب کی وہ تلاش میں تھے وہ ان کے ہاتھ آ گیا۔ یعنی انہوں نے انسان کی اصل ڈھونڈ لی۔ وہ ان قبائل کی تمام خصوصیات کو دورِ قدیم کے انسان پر چسپاں کر دیتے ہیں۔ پھر اپنی یہ نادر تحقیق دنیا کے سامنے بڑے اعتماد کے ساتھ پیش کرتے ہیں کہ یہ ہے ہمارا آغاز۔

اس استدلال کی بنیادی کمزوری اصولی طور پر یہ مان لینا ہے کہ تمدن کا شجر اسی غیر متمدن بیج سے پھوٹا ہے، حالانکہ اس بات کا پورا امکان ہے کہ یہ وحشی انسان شاخِ تمدن سے ٹوٹ کر گرا ہو اور ناموافق حالات میں پروان چڑھ کر اس حال کو پہنچا ہو۔ انسانی تمدن کو اپنے ارتقا کے لیے مناسب ماحول چاہیے۔ جس جگہ یہ حالات دستیاب نہ ہوں انسان مجبوراً خود کو صرف بنیادی جبلی ضروریات تک محدود کر لیتا ہے اور وحشیانہ اور جانوروں سے قریب تر اندازِ زندگی اختیار کرنے پر خود کو مجبور پاتا ہے۔

آج کے متمدن انسان کو بھی تنہا کسی غیر آباد ویرانے میں پہنچا دیں جہاں کسی قسم کے وسائل نہ ہوں۔ پھر دیکھئے کہ وہ اپنی زندگی کا سفر کس طرح طے کرتا ہے۔ اسی طرح افریقہ، آسٹریلیا اور امریکا کے قدیم قبائل کی مثال کو بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ یہ زمانہ قبل از تاریخ کے کسی دور میں تہذیبِ انسانی کے مرکزی دھارے سے کٹنے کے نتیجے میں وجود پذیر ہوئے ہوں گے۔ ان کی موجودگی سے یہ نتیجہ کیسے برآمد ہوتا ہے کہ تہذیب کا دھارا لازماً ان سے نکلا ہے۔

اس بات کو ایک مثال سے سمجھئے۔ آج سے چند ہزار سال قبل ایک مرد و عورت میں عشق ہوا۔ ان کا تعلق باہمی دشمن قبائل سے تھا۔ جسکی بنا

پر ان کی شادی ناممکن تھی۔ چنانچہ یہ دونوں نہ صرف اپنے قبائل بلکہ اس سارے علاقے سے دور فرار ہوگئے جہاں تک ان کی پہنچ ممکن تھی وگرنہ یہ دونوں قتل کردیے جاتے۔ اب یہ دونوں اس دور کی متمدن دنیا سے دور کسی ویرانے میں اپنی نئی زندگی کا آغاز کرتے ہیں۔ جہاں ان کا واسطہ انسانوں سے زیادہ حیوانوں سے پڑتا ہے۔ یہ دونوں تنہا ملکر کونسا تمدن تعمیر کرینگے۔

تمدن صرف انسانی ہاتھ تشکیل نہیں دیتے۔ یہ سیکڑوں نسلوں کے تجربات، ہزاروں سالوں کی تحقیق کے بعد جنم لینے والے آلات اور مخصوص قدرتی وسائل وحالات کا محتاج ہوتا ہے۔ ان سب کے بغیر یہ دونوں کیا تیر چلائیں گے؟ ان کی اولاد کی باہمی شادیوں کا مسئلہ کیسے حل ہوگا؟ ان کے لباس، رہنے سہنے اور کھانے پینے کے معاملات ان کے پرانے قبیلے کی سطح کا کیسے ہو سکتا ہے؟

لازمی طور پر چند صدیوں میں ان دونوں سے ایک غیر متمدن قبیلہ جنم لے لیگا۔ یہ محض ایک مثال ہے وگرنہ عشق کے علاوہ جنگ وجدل، قدرتی حوادث، معاشی مسائل اور دیگر کئی وجوہات کی بنا پر بارہا انسان اپنی اصل سے کٹے ہیں۔ جس براعظم پر بیٹھا میں یہ تحریر لکھ رہا ہوں یہاں بھی انسان چالیس ہزار سال قبل، چائنا کو اس وقت امریکا سے ملانے والے ایک گلیشیئر کے ذریعے، شکار کے پیچھے آئے تھے۔ بعد میں آئس ایج کے خاتمے سے یہ زمینی رابطہ منقطع ہوگیا تو یہ لوگ یہیں پھنس گئے۔ ایشیا والوں نے تو عظیم تہذیبیں جنم دیں مگر یہ لوگ آخری وقت تک شکاری ہی رہے۔

رہی عقائد و نظریات کی بات تو اس معاملے میں انسان نے ہر دور میں الٹی سمت میں سفر کیا ہے۔ یہ کہنا قطعاً غلط ہے کہ انسان نے شرک اور توہم پرستی سے اپنا آغاز کیا اور پھر خداؤں کی تعداد کم کرتا کرتا ایک خدا تک پہنچا۔ انسان نے تو معلوم تاریخ میں بھی ایک خدا سے اپنے سفر کا آغاز کیا ہے اور تین سے تین کروڑ خداؤں تک پہنچ گیا۔ خود اپنی امت کو دیکھ لیں۔ شرک کی جتنی مذمت اس دین میں ہے کسی اور میں نہیں۔ اس کا آغاز آخری درجے کے موحدین سے ہوا۔ اور آج حال دیکھ لیجیے۔ خدا کے گھر میں بیٹھ کر شرک کی دہائی دی جاتی ہے۔ انسان کی اس طبیعت سے واقف کوئی شخص کسی قبیلہ کے توہم پرستانہ عقائد دیکھ کر کبھی اس نتیجے پر نہیں پہنچ سکتا کہ یہ انسان کے ابتدائی عقائد ہیں۔

قرآن کا علم الانسان

اہل مغرب کے علم الانسان کی بنیادی غلطی واضح کردینے کے بعد یہ مناسب ہوتا ہے کہ قرآن کا علم الانسان بھی بیان کردیا جائے کیونکہ اس کے بغیر یہ بحث مکمل نہ ہوگی۔ مغرب کا علم الانسان ہمیں انسان کی ایک ایسی تصویر دکھاتا ہے جس میں وہ صرف ایک ترقی یافتہ جانور نظر آتا ہے۔ جو بخت واتفاق کے ہاتھوں اس اتھاہ مگر بے آباد کائنات کے ایک حقیر سے ذرے یعنی زمین پر نمودار ہوگیا۔ جسے اپنے آغاز کا کچھ پتا ہے نہ انجام کا۔ بقول شاعر

سنی حکایتِ ہستی تو درمیاں سے سنی

نہ ابتدا کی خبر ہے نہ انتہا معلوم

قرآن اس بے یقینی کی کیفیت سے نکال کر ایک مکمل، معقول اور قابلِ قبول بات ہمارے سامنے رکھتا ہے۔ قرآن کے مطابق اس دھرتی پر انسان کا وجود خدا کی اس اسکیم کا حصہ ہے جس کے تحت اس نے اپنی تمام مخلوقات کے سامنے ایک پروگرام رکھا۔ جس میں مخلوقات کو یہ موقع دیا گیا تھا کہ وہ خدا کی طرف سے دیے گئے بارِ امانت کو اٹھالیں۔

امانت سے مراد یہ تھی کہ وہ مخلوق عارضی طور پر خدا کے دائرہ قدرت سے باہر ہو جائے گی۔ یعنی خدا غیب کے پردہ میں چلا جائے گا اور اس کے بعد اس مخلوق کو مکمل آزادی ہو گی کہ چاہے تو بلا جبر و اکراہ خدا کے احکامات مانے اور چاہے تو انکار کر دے۔ جس نے پہلا راستہ اختیار کیا اس کا بدلہ ابدی جنت کی نعمتیں اور جس نے دوسرا راستہ اختیار کیا اس کا بدلہ جہنم کی سزا۔ تمام مخلوقات نے اس امتحان کی ممکنہ اور بہت حد تک متوقع ناکامی اور اسکے بھیانک نتائج کو دیکھ کر اس میں کودنے سے انکار کر دیا۔ لیکن انسان نے اس بارِ گراں کو اٹھانے کا فیصلہ کر لیا، (الاحزاب 33:72)۔

اس امتحان کے پہلے مرحلے میں اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں (کی ارواح) کو ایک ساتھ پیدا کیا اور ان سب سے اپنے رب ہونے کا اقرار لیا۔ انہیں رسمی طور پر اس بات سے آگاہ کیا کہ قیامت کے دن جب ان کے ابدی مستقبل کا فیصلہ ہو گا تو اسکی بنیاد یہی توحید ہو گی۔ یعنی خدا کو ماننا اور ایک ماننا، (الاعراف: 172-174)۔ اس واقعے کو اصطلاحاً عہدِ الست کہا جاتا ہے۔

دوسرے مرحلے میں اللہ تعالیٰ نے آدم و حوا کو پیدا کر کے یہ بتایا کہ انہیں دنیا کے امتحان میں کیا کیا رکاوٹیں پیش آئیں گی جو انہیں ناکام کر سکتی ہیں۔ اسکا پہلا مظاہرہ اس وقت ہوا جب فرشتوں نے خدا کے حکم پر، کچھ سوال و جواب کے بعد، بلا جھجک آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ لیکن ابلیس نامی جن نے نہ صرف سجدے سے انکار کیا بلکہ اپنی بڑائی کے زعم میں وہ خدا سے بغاوت اور سرکشی پر اتر آیا۔ جس کے نتیجے میں اسے راندۂ درگاہ کر دیا گیا۔ یہ پہلا سبق تھا کہ خدا سرکشی کو معاف نہیں کرتا۔ اس لیے کبھی خدا کے سامنے سرکشی مت کرنا۔

دوسرا سبق انسان کو اس وقت دیا گیا جب آدم و حوا ابلیس کے بہکانے میں آگئے اور اپنی پوشاک سے محروم ہو گئے۔ خدا نے اس معاملے کو بڑے مہذب انداز میں بیان کیا ہے۔ لیکن قرآن بالخصوص سورۂ الاعراف کا گہرا مطالعہ یہ واضح کرتا ہے کہ دراصل یہ جنس کا درخت تھا جس کا ثمر وہ شیطان کے بہکانے میں آکر چکھ بیٹھے۔ کیونکہ شیطان نے انہیں ابدی زندگی کا لالچ دیا تھا۔ تاہم شیطان کے برعکس انہوں نے سرکشی کا رویہ اختیار نہیں کیا بلکہ ندامت اور شرمندگی کا راستہ اختیار کیا تو خدا نے انہیں معاف کر دیا۔

اس واقعے میں یہ سبق تھا کہ جس دنیا میں امتحان کے لیے رکھا جا رہا ہے اس میں برائی کی طاقتیں وسوسہ اندازی کر کے ہمیشہ انہیں بہکاتی رہیں گی کہ وہ خدا کے احکام کو سن لینے کے بعد بھی ان کی خلاف ورزی کریں۔ اور اس بہکانے کا ایک بہت بڑا ذریعہ جنسی داعیات اور عریانیت ہو گی۔ تیسرا سبق یہ تھا کہ جب کبھی غلطی ہو جائے تو خدا کے حضور معافی مانگنے سے معافی مل جائے گی۔

آخری بات خدا نے یہ بتائی کہ اب قیامت تک کے لیے میں اپنے اور انسانوں کے بیچ میں غیب کا پردہ حائل کر رہا ہوں اور اب تم جانو اور

تمہارا امتحان۔ میرے پیغمبر آ کر میرے اس منصوبے کی یاددہانی تمہیں کراتے رہیں گے۔ اور میرے تازہ ترین احکامات تمہیں دیتے رہیں گے۔ جو ان کو مانے گا وہ نجات پا جائے گا وگرنہ بربادی اسکا مقدر ہو گی۔ قرآن میں یہ قصہ سات سورتوں میں بیان کیا گیا ہے یعنی البقرہ، الاعراف، الحجر، بنی اسرائیل، الکہف، طہ، ص۔

یہ ہے قرآن کا علم الانسان جس کے مطابق انسان پورے دن کی روشنی میں اس دنیا میں آیا ہے۔ اس کے پاس ہر سوال کا جواب اول دن سے موجود تھا۔ وہ اپنی، کائنات کی اور خدا کی حقیقت سے خوب باخبر تھا۔ انسان نہ کسی ارتقائی سفر کے نتیجے میں پیدا ہوا اور نہ ہی اسکا علم کسی ارتقائی مرحلے سے گزر کر اس مقام تک پہنچا۔

قرآن کے مطابق ہاں یہ ضرور ہوا کہ "احسن تقویم" پر پیدا ہونے والا انسان بار بار پستی میں گرا اور اتنا گرا کہ جانوروں سے بھی نیچے پہنچ گیا۔ اس بحث کا مطلب یہ نہیں کہ انسان کے تمدن نے ارتقا نہیں کیا۔ تمدن نے تو کیا مگر خدا کے بارے میں انسان کے علم نے کوئی ترقی نہیں کی۔ بلکہ یہ الٹی سمت میں ہی گیا۔ کبھی اپنے سے کمتر درجے کی مخلوقات کو معبود بنا کر اور کبھی خود کو محض ایک ترقی یافتہ حیوان سمجھ کر۔ اب آپ اگر قرآن اور مغرب دونوں کے علم الانسان کا موازنہ کریں تو جان لیں گے کہ کون سی بات زیادہ معقول اور مکمل ہے۔

تاریخِ انسانی اور خدا کے امتحان کی نوعیت

جب ہم انسانی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو قرآن کے بیان کردہ اس امتحان اور جن جن امور سے خدا نے متنبہ کیا تھا ان میں انسانوں کا مبتلا ہونا بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ انسانی تاریخ بتاتی ہے کہ انسانوں کی اکثریت حسبِ توقع اس امتحان میں بری طرح ناکام ہوئی ہے۔ کمال یہ ہے کہ انسانوں کے بارے میں جن توقعات کا اظہار فرشتوں اور شیطان نے کیا تھا، انسانوں نے ان سب کو پورا کیا۔

مایوسی سے نجات کیسے۔ مایوسی گناہ ہے۔ ایک مایوس انسان کفر تک پہنچ سکتا ہے۔ اس سے نجات کیسے حاصل کی جائے۔ پڑھنے کے لئے یہاں کلک کیجیے۔

فرشتوں نے فساد اور خونریزی کا امکان ظاہر کیا تھا۔ آپ عالم کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں، آپ کو اس میں سب سے زیادہ نمایاں چیز جنگ و جدل ہی ملے گی۔ شیطان نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعویٰ کیا تھا کہ جن کو تو نے مجھ پر ترجیح دی ہے ان کی اکثریت میری پیروی کرے گی اور تو ان کو اپنا شکر گزار نہ پائے گا۔ ہم میں سے ہر شخص یہ جانتا ہے کہ یہ بات کتنی سچی ثابت ہوئی۔ لمحے لمحے اللہ تعالیٰ کے احسانوں میں پلنے والا انسان جس طرح اپنے رب کی ناشکری اور اپنے دشمن شیطان کی پیروی کرتا ہے اسکا حال ہر دور میں عیاں رہا ہے۔

بنیادی طور پر انسانیت کے سامنے اصل مقصد پرچۂ توحید میں کامیابی کا حصول تھا۔ اس کی یاد اسکے لاشعور میں اتنی گہری ہے کہ انسان ہر دور میں ایک برتر ہستی کے سامنے سجدہ ریز ہونے کے لیے بے قرار رہا ہے۔ منکرینِ مذہب بھی یہ بات ماننے پر مجبور ہیں کہ مافوق الفطری قوت کا

تصور انسان میں اتنا ہی قدیم ہے جتنا کہ خود انسان۔ شیطان انسانوں کے اندر سے توحید کی اس فطری پیاس کو تو ختم نہیں کر سکا لیکن اس نے کبھی ان کے سامنے شرک کی نشہ آور شراب رکھ دی اور کبھی مادیت و انکارِ خدا کا رنگین شربت۔

حضرت آدم علیہ السلام کی داستان میں جن رکاوٹوں کا ذکر ہے وہ بالعموم رسولوں کی امتوں کو پیش آئیں۔ یہود و نصاریٰ آج بھی اس بات کی صداقت پر مہر لگانے کے لیے موجود ہیں۔ یہود اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ پہلی رکاوٹ کا شکار ہو گئے۔ شیطان کی طرح انہوں نے تکبر کیا اور اپنی برتری کے زعم میں مبتلا ہو کر مغضوب ہو گئے۔ جبکہ عیسائی دوسری رکاوٹ کا شکار ہوئے۔ توحید کے عَلَم کو تین ٹکڑوں میں تبدیل کرنے کے علاوہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکام یعنی شریعت کی پابندی کا چوغہ ہی سر سے اتار پھینکا۔ بالخصوص عریانیت اور جنسی بے راہروی جس بڑے پیمانے پر ان کے ہاں عام ہے اسکی مثال ملنی مشکل ہے۔ یہ خود بھی گمراہ ہوئے دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔

> جو شخص دوسروں کے ساتھ نرمی و رحم دلی سے پیش نہیں آتا، اس کے ساتھ بھی نرمی و رحم دلی کا برتاؤ نہیں کیا جائے گا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم (بخاری)

ایک سوال

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے جو اکثر لوگ مجھ سے کرتے بھی ہیں کہ خدا نے انسان کو اس آزمائش میں کیوں ڈالا جس میں ان کی اکثریت ناکام ہو گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ جس امتحان سے انسانیت گزر رہی ہے اس میں اسے خدا نے نہیں ڈالا۔ انسان نے خود اس آگ میں چھلانگ لگائی ہے۔

انسانوں کے رویے نے ہمیشہ اس بات کی تصدیق کی ہے۔ آج بھی انسان فائدہ حاصل کرنے کے لیے نقصان کا خطرہ مول لیتا ہے۔ آج بھی انسان نے اپنی دنیا میں کامیابی کے لیے امتحان کا اصول قائم کر رکھا ہے جس میں ناکامی کا پورا امکان ہوتا ہے۔ آج بھی انسان تجارت میں نفع کے حصول کے لیے اپنی پونجی کو داؤ پر لگانے کا خطرہ مول لیتا ہے۔ یہ انسان کی طبیعت ہے۔ جو آج بھی ہے، ہمیشہ رہی ہے اور اس وقت بھی یقیناً ہو گی جب یہ امتحان ساری مخلوقات کے سامنے رکھا گیا تھا۔

انسان نے ابدی کامیابی، جنت کی بے مثال نعمتوں اور خدا کے تقرب کو دیکھ کر جہنم کے اندیشے سے آنکھیں بند کر لیں۔ کہانیوں کے اس غریب لکڑہارے کی طرح جو حسین و جمیل شہزادی اور شاہی تخت و تاج کو پالینے کی خواہش میں کسی بھی ناممکن مہم پر جانے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ وہ لکڑہارا کامیاب ہو جاتا ہے۔ آج کا انسان بھی اکثر دنیاوی امتحان اور تجارت میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ ایسا اس لیے ہوتا ہے کہ یہاں مہم کو مہم، تجارت کو تجارت اور امتحان کو امتحان سمجھا جاتا ہے۔ مگر افسوس آخرت کی مہم، آخرت کی تجارت اور آخرت کے امتحان کو کوئی سنجیدگی سے نہیں لیتا۔ انسان آخرت میں اس لیے ناکام ہو گا کہ وہ اس سے غافل ہو گیا، اس لیے نہیں کہ اس میں کامیابی کی صلاحیت نہیں تھی۔

(مصنف: ریحان احمد یوسفی)

آپ کے سوالات اور تاثرات سے دوسرے لوگوں کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اپنے سوالات اور تاثرات بذریعہ ای میل ارسال کیجیے۔
mubashirnazir100@gmail.com اگر یہ تحریر آپ کو اچھی لگی ہو تو اس کا لنک دوسرے دوستوں کو بھی بھیجیے۔

غور فرمائیے!

- اہل مغرب نے علم الانسان سے کیا ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے؟
- قرآن کے علم الانسان کا خلاصہ بیان کیجیے۔

اپنے جوابات بذریعہ ای میل اردو یا انگریزی میں ارسال فرمائیے تاکہ انہیں اس ویب پیج پر شائع کیا جاسکے۔